

پشتو لوک ادب

محمد آفضل رضا

اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد

انساب

استاد محترم

جناب مولانا عبد القادر مرحوم

کے نام

جن کے فیضانِ نظر نے مجھے پشتہ زبانِ ادب
کی تحقیقیں کا ذوق بخشنا

تعارف

جناب پروفیسر افضل رضا صاحب کی یہ ادبی کاؤنٹر قابل صد
ستائش ہے۔ اس میں پشتہ دو ک ادب کا بھرپور احاطہ کیا گیا ہے جو حقیقت
یہ ہے کہ پشتہ ادب میں اس کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی تھی۔
اردو میں یہ کتاب لکھ کر سونے پر سہاگے کام کیا گیا۔ اس طرح وہ لوگ
بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے جو پشتہ زبان سے نا آشنا ہیں۔
اس کتاب میں تپہ سے لے کر ”اہونہ“ تک سب اصناف پر
سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور مثالوں سے کتاب کی زینت دو بالکل کی گئی
ہے۔ اکادمی ادبیات پاکستان کا یہ انتہام قابل ستائش ہے کہ پاکستانی
علاقائی زبانوں کا ادب قومی زبان کے ذریعے پورے پاکستان میں متعارف
کراہی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین اس کتاب سے پوری طرح مستفید
ہوں گے۔

پرڈل خٹک
۸-۵ پشاور یونیورسٹی

ابتدائیہ

مشرقی تہذیب میں لوگ ادب کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے پوچھنے نہیں یہاں تک کہ اس قدیم و عظیم تہذیب کے متولے سینہ بے سینہ اس قومی درستے کو آنے والی نسلوں کو منتقل کرتے چلے آئے ہیں۔ لوگ ادب کا سینہوں میں خود بخود محفوظ رہنے اور نسل در نسل منتقل ہونے کا عمل خود اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ لوگ ادب کو ہر دور میں مشرقی اقوام نے اپنی تہذیب کی نفاقت کا ایک اہم عنصر سمجھا ہے اور اس قیمتی درستے کی حفاظت کرتی جیلی آئی ہیں۔

”پشتون“ بھی اس خطہِ ارضی کی وہ مشہور قوم ہے جس نے اپنی روایات تہذیب اور تدن کے ساتھ ساتھ اپنے لوگ ادب کو بھی مایہ انتشار سمجھا ہے اور ہر دور میں اس کی حفاظت کی ہے۔ پشتون لوگ ادب پشتونوں ہی کی طرح قدیم ہے۔ پشتون کون ہیں؟ اس قوم کی اصل و نسل کے بارے میں مختلف آراء و نظریات پیش نظر ہیں۔ عرصہ دراز سے ان کی اصل و نسل کا معاملہ تاریخی، علمی اور ثقافتی حلقوں میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ بعض محققین پشتون کو انبیاء کی اولاد سمجھتے ہیں۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ پشتون اسرائیل کی فلسطین سے ہیں۔ بعض نے ان کا سلسلہ نسل منگولوں، ترکوں اور پوتانیوں سے ملنے کا کوشش کیا ہے۔ کچھ بھی ہو تحقیقی مواد کی روشنی میں پشتون قوم کی عمر کم از کم چار ہزار سال ہے۔ نسل قدمart کے اس یقین کے بعد جب ہم اس بہادر قوم کے ادب کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کی کڑیاں دوسری صدی ہجری کے ابتدائی دور سے شاملی ہیں، مگر پشتون لوگ ادب اس سے بھی زیادہ قدیم ہے۔ چونکہ پشتون لوگ ادب میں ہمیں پشتون قوم کی ثقافتی و تہذیبی روایات کی بھرپور علاجی ملتی ہے۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ یہاں مختصر طور پر اس قوم کی قبیلوں

زندگی اور اقدار و روایات کا خلاصہ پیش کیا جاتے۔

پشتونوں کے مشہور قبیلے قیس عبد الشید کے تین بیٹوں سر بن، غور غشت اور بیٹین کی اولاد ہیں جو اپنے اجداد کے ناموں کے حاظ سے سر بن، غور غشت اور بیٹین قبیلے کہلاتے ہیں۔ ان قبیلوں اور ان کی ذیلی شاخوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سر بنی قبیلے ۱۰۵، غور غشتی قبیلے ۹۵، بیٹنی قبیلے ۲۵، متوузی (غلبی) لودھی قبیلے

۵۴، کرانڑی قبیلے ۱۲۸ کل ۳۰۵ قبیلے ہیں

ذیلی پشتون قبیلوں میں یوسف زنی، منڈڑ، ترین، ابدالی، خولیشکی، بڑیخ، ادرط، زمنہ، بٹنی، گدون، متوузی، لودھی، توہنی، پنی، لودھی، نیازی، توری، بونچی، دوڑ، وزیر، محسوز، مردست، بنگشن، شواری، آفریدی، غلیل، مہمند، داؤڈ زنی، اور کڑی، وردک، دل زاک، منگل، محمد زنی، کاسی، غوریا خیل، سہنی، بار کڑی، گوندی، اتمان، خٹک، غور غشتی، غلبی، سوری، غوری، زدران، خوگیانی، لگیانی، احمد زی، بہلوں زی، سوریاںی بہت زیادہ مشہور ہیں۔ اس وقت پشتون قوم تقریباً ۳۰ لکھ افراد پر مشتمل ہے۔

تریوروں، جرگ، سپین سروز، پت، نتواتے، سورہ، جلاوطنی، تورہ، بونڈی، مخنی، تینگس، گوندی، میراتر، ملا تر، جرہ، بدرگ، پٹکے، پڑونے، چینہ، دلچ، تڑہ، برٹش، بلکہ، ناغہ، اشر، پریکرہ، پور، توہنی، بوجہ، چمک، کٹ میر، دارہ، یغمال، بپنہ وغیرہ پشتونوںی یا پشتون معاشرے کی نمایاں آئینی اور لفظی اقدار میں شامل ہیں۔

درحقیقت لفظ پشتون پشتون معاشرے میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اکثر پشتونوں کے وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ لغوی لحاظ سے پشتون پشتونوں کی زبان پشتونوں کے لئے یہ لیکن مجازی اور اصطلاحی معنوں میں اس لفظ سے مراد برتری، صداقت، حقیقت، عزت، آن، غیرت، حمیت، شجاعت، مہمان نوازی، ایفائی عہد، نگ و ناموں کے تحفظ کے لئے قربانی، اسلام سے پچھتہ وابستگی، مظلوم کی حمایت، ظالم کے خلاف اعلانِ حق اور دیگر

بے شمار خوبیاں ہیں۔ یہاں تک کہ جس شخص میں یہ خوبیاں موجود نہ ہوں، اسے بے پشتہ کہتے ہیں۔
بہی وجہ ہے کہ حجتِ الوطنی، حمیت و شجاعت، ولاء، جرأتِ مندی، تکنیت، سخت جانی اور
جال کوئی اس خطے کے جیالوں کا طڑہ امتیاز ہیں۔ جن کی عکاسی ان کے لوگ ادب کی مختلف
اصناف میں بھرپور انداز میں ملتی ہے۔

پشتہ لوگ ادب میں قدیم ترین ملی صنف ادب ٹھہرے ہے جس میں پشتہ نثافت اور معاشرت
کے سارے رنگ ندیاں نظر آتے ہیں۔ ٹپے میں معاشرے کے تمام پہلوؤں کی بھرپور عکاسی
ملتی ہے۔ ہزاروں سال سے سیدنے بہ سیدنہ منتقل ہونے والی اس صنف ادب میں مذہبی،
معاشرتی، رزمیہ، عشقیہ اور الیہ تمام موصوعات سمائے ہوئے ملتے ہیں۔

بدلم کو پشتہ زبان کی مثنوی کہہ سکتے ہیں۔ پشتہ لوگ ادب کی یہ قدیم صنف ساز و آہنگ
کے ساتھ کامی جاتی ہے۔ اس میں سدل و اتفاقات، حادثات، روایات، عشقیہ واردات،
جنگاے وغیرہ عموماً مثنوی کی شکل میں نظم کئے جاتے ہیں۔

لوہ اپنے مخصوص وزن، نغمی اور غنائیت اور ہیئت کے لحاظ سے پشتہ لوگ ادب
کی مقبول ترین صنف ہے۔ اس نازک مزاج صنف ادب میں عموماً حسن و عشق کی وارداتیں،
بھروسہ کے واقعات اور عاشق و معشوق کے باہمی مصالحت مخصوص انداز میں نظم کے نجات ہیں۔
نیکی کو پشتہ لوگ شاعری کی اصناف سخن میں سبک ترین اور اسان ترین صنف سخن سمجھا
جاتا ہے جو درحقیقت ٹپے کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جس نے معمولی تبدیلی کے ساتھ ایک
خاص صنف کی شکل اختیار کی ہے۔ نیکی عموماً مل کر گائی جاتی ہے۔

چار بیتہ بہت زیادہ مقبول صنف سخن ہے۔ کہیت، کھلیان، جھے، میڈی ٹھیئے میں غرض
بہاں بھی طبلہ، گھڑے یا ڈھوکا پر تھاپ پڑتی ہے تو چار بیتی فنکار کان پر ہاتھ دھر کر چار بیتے
کے میڈی بول لاس پنے لگتا ہے۔ تکنیکی لحاظ سے چار بیتہ طویل نظم سے مشابہ ہے جس کے
لئے خاص وزن مخصوص نہیں۔ چار بیتہ میں عموماً حسن و عشق کے مصالحت، تابیخی واقعات اور فرمبی

تھے نظم کے جاتے ہیں۔

اللہ ہو پیش تو زبان کی لوری ہے۔ جس نے گھر یا محاول سے نکل کر لوک گیتوں میں اپنا مقام پیدا کیا ہے۔ پشتون ممال جب اپنے بچے کو لوری سناتی ہے، تو اس میں رزمیہ اندازیں اول الہمنی غیرت و محبت کا درس بھی دیتی ہے۔

مطلب الامثال پشتونوک ادب کی اہم ترین اصناف میں سے ایک اہم صنف ہے جس میں ادبی چاشنی کے ساتھ حقیقت پسندی کا عضر زیادہ منایاں ہوتا ہے۔ پشتونوک لوک کہاں توں میں پشتونوں کے مزاج، نفسیات، ثقافتی اور اخلاقی اقدار کی بھرپور عکاسی ملتی ہے، جن میں صدیوں کے تجربات کا پنچھڑ چند دلکش الفاظ میں اپنی آفاقیت اور جامعیت کے ساتھ ملتا ہے۔ پشتونوک کہانیاں اور داستانیں پشتونوں کے جذبات و احساسات، عادات و خصائص، رہن سہن اور رسم و رواج کی روشنیں تصویریں میں۔ فوک لور کی یہ اہم کہانیاں صدیوں سے سینہ بہینہ نسل در نسل منتقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ رومانی داستاؤں میں عشق و محبت کی پاکیزگی، خلوص، عزم بلند احساس شدید اور ایفا کئے عہد جیسی مشترک اقدار پائی جاتی ہیں۔

علاوہ اذی ڈوزنی، نارے، غاڑے، کسر و نہ، بھنڈار، شادی بیاہ کے گیت، حاوے، نوحے، پچوں کے گیت، مشکل لوک جملے، سوالات، دوڑے، اٹونے (پہلیاں) پشتونوک ادب میں شامل قیمتی قومی و رشی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن سے ہمارے پشتون معاشرے کی تہذیب و ثقافت کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ صرف پشتونوک ادب کے مطلعے سے بھی پشتونوں کی نفسیات، عادات، رسوم و رواج، رہن سہن اقدار اور روایات کے بارے میں فہیم ترین کتاب مرتباً کی جاسکتی ہے۔

عصر حاضر میں جہاں مغربی تہذیبی اور ثقافتی اقدار کی میغارتے ہمارے لوک و رشی کے قیمتی سرمائی کی اہمیت پر منفی اثرات ڈالے اور ہم اپنی قدیم تہذیبی اور ثقافتی اقدار کی طرف بے رنجی برستے لگے۔ وہاں سائنسی دور میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، دی سی اور دیگر ذرائع ابلاغ نے

وک ورثے کو ذہنوں اور سینوں میں محفوظ رکھنے اور دوسروں تک زبانی طور پر منتقل کرنے کے عمل کو بڑی طرح متأثر کیا۔ ساتھ ہی دوڑ عاذر کی مشینی زندگی میں پیش آئے والے معاشرتی اور معاشری مسائل نے انسان سے فرصت کے وہ لمحات چھین لئے جن میں وہ اپنے قومی و رثے یعنی وک ادب کی حفاظت کر سکتا تھا۔

اس لئے ناچیز نے گزشتہ پانچ سال کے دوران مختلف ذرائع سے پشتہ وک ادب کا قیمتی سرمایہ کتابی صورت ہیں محفوظ رکھنے کی سعی مسلسل کی۔ اب بدلتی ہوئی صورت حال میں پشتہ وک ادب کی چند مشہور اور مخصوص اصناف کتابی شکل میں آنے والی پشتون شل کے لئے محفوظارہ جائیں گی اور یوں یہ مایہ افتخار خلائق ہونے سے بچ جائے گا۔ ناچیز کو اپنی کوتاہیوں اور کم علم ہے۔ غیر ارادی طور پر اگر مواد کے اختیاب، تحقیقی اور تنقیدی جائزے میں کوئی کمی رہ گئی ہو، تو امید ہے استاد ان فن حشم پوٹی فرمادیں گے۔ جہاں اس کتاب میں پشتہ وک ادب کی مختلف اصناف کے نمونوں کو محفوظ کرنے کی ادھوری سی کوشش کی گئی ہے وہاں ان حضرات کی تحقیقیں کی تفصیلات بھی تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔ جنہوں نے مختلف ادوار میں پشتہ وک ادب کی مختلف اصناف کے سلسلے میں اپنی گرافنقد و تحقیق سے پشتہ وک ادب کو محفوظ کیا ہے اور یوں یہ کتاب ادب کے ان متبدی طلباء و طالبات کے لئے اشارۃ الدلیل مفید ثابت ہو سکتی ہے جو پشتہ وک ادب کے سلسلے میں مزید تحقیقی کی خواہش رکھتے ہوں۔

آخریں اپنے استاد محترم جناب پروفیسر پریشان شٹک چیرمن اکادمی ادبیات پاکستان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے فیضان نظر نے مجھے تحقیق کا ذوق بخشنا اور آج اس حیری تحقیق کی پشتکش کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی میں اپنے محترم دوست جناب مقبول عامر کامنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کو مفید تر بنانے میں مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

۷۔ گر قبول افتاد ہے عز و شرف

و السلام
فضل رضا اکوڑہ خٹک

لوك گيت

پشتولوک ادب میں سب سے نمایاں مقام پشتولوک گیتوں کو حاصل ہے۔ لوك گيت انگریزی زبان میں LOK کہلاتے ہیں۔ LOK کے لغوی معنی عوام اور LORE کے لغوی معنی ہیں علم۔ لیکن اصطلاح میں اس سے مراد عوامی شاعری ہے۔ علم الائنس کے ماہریں اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا کی ہر زبان کے شعری ادب کی ابتداء لوگ گیتوں سے ہوتی ہے۔ لوك گيت کسی معاشرے کے عوام کا حقیقی تہذیب اور ثقافتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان گیتوں میں اپنے ماحول ثقافت، تہذیب و تمدن اور معاشرتی زندگی کی مختلف اقدار کی بھروسہ عکاسی ہوتی ہے۔ یہ گيت عوامی جذبات و احساسات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ حقیقت پسندی پر مبنی یہ عوامی تخلیق انسانی جذبات اور احساسات کے فطری عمل کے نتیجے کے طور پر رونما ہوتی ہیں۔ ان گیتوں میں جہاں خلوص کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ وہاں ذوق تخلیق، فطری شریکوں اور فطرت کی رعنایوں سے نہایت ہی سیدھے الفاظ میں استفادہ کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوك گيت نہایت ہی مؤثر انداز میں الہڑ جذبات کی بھروسہ عکاسی کا کامیاب ذریعہ بنتے ہیں۔ عوام کی روزمرہ سلیس زبان میں تخلیق ہونے والے یہ گيت الجھاؤ، دوراز کا تشبیہات و معہہ نہایت استعارات سے معتری ہوتے ہیں۔ بناوٹ، تصنیع، آورد، مبالغہ، غربت، تنازع اور ثقالت قسم کی چیزیں ڈھونڈنے سے بھی ان گیتوں میں نہیں ملتیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی معاشرے اور ثقافت کے اس بیش بہا سرمائے کا جائزہ لیتے وقت ہمیں عوام کے عقائد و رسوم، طرزِ معاشرت

طرز فکر اور حیات انسانی کے متعلق ان کے عمل اور رو عمل کا صحیح اندازہ لگ سکتا ہے۔ موضوع کے لحاظ سے بھی لوک گیتوں میں دلچسپ تنواع پایا جاتا ہے۔ ان میں صرف حسن و عشق کی تینوں شیریں واردات و معاملات کی عکاسی نہیں ملتی۔ صرف حسن کی شوختیوں اور عشق کی گرمیوں کے تذکرے نہیں پائے جاتے۔ صرف فطری مناظر کی سرستیوں اور رنگینیوں کی باتیں نہیں ملتی۔ بلکہ نہیں اس لفافتی اور تہذیبی درستے میں زندگی کے ہر پہلو کی کامیاب ترجمانی اور بھرپور عکاسی کے دلچسپ پہلو نظر آتے ہیں۔

”ان میں حسن و عشق کے ذمے، پنگھٹ کی چوری چھپے ملاقاتوں کی کہانیاں، تنگدل اور فلام جفا کوشوں کا رونا، غربت اور بدحالی، بھوک اور شاگ و ناموس کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ کسانوں اور مزدوروں کی دم توڑتی مسرتوں اور حسرتوں کے نقوش بھی ملتے ہیں۔ جاگیرداروں زمینداروں اور حاکموں کی چیرہ دستیاں اور مظالم کی خونچ کاں داستانیں بھی ہوتی ہیں، اور خوشی غنی، دوستی دشمنی، مرگ، شادی غرض ہر قسم کے انسانی محسوسات و تاثرات کی تصویریں اپنی انتہائی سادگی اور سلامت روی کے ساتھ الگ کسی صنفِ سخن میں ہو سکتی ہے تو وہ لوک گیت اور صرف لوک گیت ہیں۔“

یوں پشتہ ادب کئی اصناف سخن پر محیط ہے۔ لیکن ان اصناف میں لوک گیت سرہرست ہیں جو اپنی مقبولیت، معنویت اور قدامت کے لحاظ سے لوک ادب کا قیمتی سرمایہ سمجھی جاتی ہیں۔ لوک گیت جسے پشتہ میں عموماً سدرہ، گانے والے کو سند رغڑیے، گانے والی کو سند رغڑی کہتے ہیں۔ اکثر ویشنتر لوک دھنوں میں گائے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوک گیت عوام میں صدیوں سے راج ہیں کیونکہ ان لوک دھنوں میں کسی غاصن قسم کے غلطے کی پابندی یا فنی پیچیدگی دکھائی نہیں دیتی۔ ان سادہ مگر مؤثر لوک دھنوں میں مقبول لوک گیت مشترکہ انسانی درستے کی صورت میں ہر دل کی دھڑکن اور صد سمجھے جاتے ہیں۔ جو طریقہ کہ

ملے پشتہ لوک گیت از فاسع بخاری ص ۱۸۱

کی کیفیتوں میں احساںِ انسانی کی بخش پر ہاتھ رکھ کر بیساختہ انداز میں داہ و آہ کی وہ بہمنتے ہیں۔ ”ان لوک گیتوں میں بیشتر لوک گیتوں کی قسمیں ایسی ہیں جو پشتون کی ملّتی اصناف ہیں ان اصناف کے اپنے ملّتی اوزان ہیں جنہیں سیلاب کہا جاتا ہے۔ سیلاب چھند کے مترادف ہے۔ یہ اصناف اب تک اپنے ملّتی اوزان ہی میں چلی آتی ہیں۔ اکثر محققین کے مطابق چونکہ پشتون اریائی شل سے ہیں اور امریائی زبانوں کی پرانی منظومات، کتب اور مناجات وغیرہ سیلیبل LALABLE کی بنیادوں پر قائم ہیں۔ اس لئے پشتون زبان میں ”سیلاب“ سیلیبل ہی سے آیا ہے۔ یہی سیلاب سنسکرت، اوستا اور پہلوی کی قدیم منظومات میں اوزان اور دردم کا کام دیتے ہیں۔ یہی اوزان ہیں جنہیں سیلیبل، سیلاب یا علم چھند کہا جاتا ہے۔ یورپی زبانوں کی شاعری میں آج تک اسی اوزان رائج ہیں اور علم چھند۔ وید کے علوم میں ایک معروف علم شمار ہوتا ہے۔ اس لئے یہ واسیتہ تسلیم کرنے میں کسی قسم کے شک و شبے کی بہت کم گنجائش نظر آتی ہے کہ پشتونے یہ ملّتی اوزان اپنے اریائی خاندان ہی سے درست میں پائے ہیں“ لے

مطالعہ تاریخ کی روشنی میں پشتون قوم کے وجود کے آثار آج سے تقریباً ۵ ہزار سال قبل مل ہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قوم کی زبان بھی ہزاروں سال پرانی ہو گی۔ اس اعتبار سے پشتون لوک گیتوں کی قدامت بھی نہایت قابل غور ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آج کل پشتونخواہ یعنی پشتونوں کے علاقے میں سندھ سے مراد لوک گیت ہے لیکن درحقیقت سندھ اُن مصروفوں کو کہتے ہیں جو عورتیں اپنے گیتوں میں گاتی ہیں۔ باجوڑ اور مہمنہ کے علاقوں میں لفظ سندھ اُن ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قندھار کے علاقے میں عورتیں جو گیت گاتی ہیں جن میں لو بے اور مصرے وغیرہ شامل ہیں ”بدلہ“ کہلاتے ہیں۔ باجوڑ کے لوگ صرف مردانہ مصروفوں اور گیتوں کو ”بدلہ“ یا ”لوبہ“ کہتے ہیں۔ ”سندھ“ اور ”بدلہ“ میں معانی کا فرق ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سندھ کو سندھ

سلہ سرحد کے لوک گیت از فارغ نجاری

اس لئے کہتے ہیں کہ پشتونوں کے قریبی پہاڑوں میں جو پرانی دردی زبان بولی جاتی ہے اس میں "سندری" معشوق کو کہتے ہیں۔ چونکہ گیت میں عموماً معشوق کے متعلق باتیں بیان کی جاتی ہیں اس لئے گیت کو سندرہ کہتے ہیں۔ دیسے ہندی زبان میں بھی "سندر" کے معنی خوبصورت کے بیں سندری کے معنی میں خوبصورتی و عورت۔ ستار کا ایک پُرزوہ جس سے سُرملاتے ہیں اور آثارِ حُجُّتِ حادث کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اخوش شکل معشوق اور سُرمال دلوں سے سندرہ کا تعلق دارخ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پشتونیں یہ لفظ لاک گیت کے لئے استعمال ہرنے لگا۔ چونکہ اس میں خوبصورت معشوق کے ہجر و نیلان حسن و ناز و ادا کی باتیں عموماً ساز کے ساتھ گائی جاتی ہیں۔

سندرہ گانے والے کو سندر غاڑے کے علاوہ مجلسی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مجلسی گانے والے کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مجلس اور محفل میں گاتا ہے۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگ اسے غور سے سنتے ہیں۔ مجلس اور محفل کو گرمانے اور لوٹنے والا یہ عوای فنا کار مجلسی کہلاتا ہے اور اس کے فن کو "مجلس" کہتے ہیں۔

۱۔ پپہ، لندی، مصرع

محققین اس بات پر متفق ہیں کہ پشتون شعر کی ابتداء پڑیا لندی سے ہوئی جو لاک گیتوں کی ایم ترین صنف ہے۔ لندی کا وجود پشتون کی پہلی معلوم شدہ نظم امیر کروڑ (۱۳۴ھ) سے ہزار سال قبل بنایا جاتا ہے۔ لندی طبیعت مصرع میں مکمل ہوتی ہے۔ چونکہ اس کا پہلا منظر لندی یعنی کوتاہ ہوتا ہے اس لئے اس کا نام لندی پڑ گیا۔ مصرع اول میں ۹ سیاہ اور ثالث میں ۱۲ سیاہ ہوتے ہیں۔ لندی کو پپہ بھی کہا جاتا ہے۔

"اس کی وجہ تسلیم کے متعلق یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ پپہ پشتون زبان میں "مہر" کو کہتے ہیں اور چونکہ پٹھان بات بات پر اس کو ضرب المثل کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے اسے پپہ کہا

جاتا ہے اور یا یہ کہ پڑھتا لی مارنے کو بھی کہتے ہیں بچوں کے ٹپے کی دھن کے ساتھ ساتھ اس کی
لئے پڑھتا لیاں بھی نیٹی جاتی ہیں اس لئے اس صنف کا نام پڑھ کیا قرار پایا۔ یا یہ کہ پڑھکی کو بھی کہتے
ہیں اور یہ مجزوں دلوں کے لئے بنزولہ ایک تھیکی کے ہوتا ہے اس لئے اسے پڑھ کہا جاتا ہے۔^{۱۷}
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کے زور سے گایا جاتا ہے اور چند ٹپے گانے کے بعد آواز
(ٹپ) بیٹھ جاتی ہے اس لئے اس کا نام پڑھ پڑھ کیا یہکہ اس ٹپے کو مصرع بھی کہا جاتا ہے۔ بعض
پشتون کہتے ہیں کہ بچوں کی مثال مصری تواریخی، ہوتی ہے۔ اثرکی کاش کی وجہ سے اس لئے
مصرع کہلاتا ہے اور یا یہ کہ بچوں کا سارا مصرع شروع سے آخر تک ۱۹ اور ۲۳ سیلانوں کی وجہ سے
ایک مصرع کے مانند لگتا ہے اس لئے مصرع کہلاتا ہے لیکن لغاظ مصری پشتونی شیرینی اور چینی
کے معنوں میں بھی ہوتا ہے۔ شاید اپنی شیرینی کی وجہ سے پڑھے مصرع کہلایا۔

”پڑھے ہزاروں سال سے سینہ پر سینہ، نسل در نسل منتقل ہوتے چلتے آرہے ہیں۔ یہ لوگ
شاعری پڑھنکے عام انسانی زندگی کے ہزارویے کی ترجیحان کرتا ہے۔ اس لئے مدینی گورجوانے کے
باوجود ان میں ایسی تازگی ہے گویا یہ ہمارے دور کی تصنیف ہو۔ زندگی کا کون سا پہلو ہے جو ان
میں عیال ہنیں اور انسانی جذبات و محسوسات کا کون سارُخ ہے جس کی ترجیحانی ان میں نہ کی گئی
ہو۔ تاریخی داقعات، جزر افریقی خصوصیات، قومی نظریات، علاقائی رسومات اور قبائلی تعلیمات
غرضیکہ پشتون معاشرت و ثقافت کے سارے رنگ اس شاعری میں نہرے ہوئے نظر آتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے ما میں بچوں کو دودھ رپلاتے، کسان ہل چلاتے، لڑکیاں پنگھٹ پر پانی بھرنے
اور اپنے چاہنے والوں سے جدا ہوتے اور عورتیں اپنے بچوں کو پالنے میں جھلاتے ہوئے گاتی رہتی
ہیں۔ آذان کے بعد پڑھے ہر پشتون کے کافی میں دوسری انسانی آواز ہے۔“^{۱۸}
جیز اینولہ سن ”سپورڈ میہ کر ناک و نہ راخیشہ“ میں لکھتے ہیں ”پڑھ پشتونوک شاعری

۱۷ پشتون لوگ گیت۔ تلندر مونمند۔ سنگ میل سرحد نمبر ۵۲
۱۸ پڑھ۔ پر تور دہیلہ صہبہ

کی سب سے بنیادی صنف ہے جو نہ صرف ہر پشتوں بنا سکتا ہے بلکہ اپنے مخصوص ماتول
حالات میں ذاتی دھن پر بھی گا سکتا ہے۔

پڑپ کے بارے میں شہور ادیب و مفکر جناب قدرت اللہ شہاب "سرہ و کہسار" کے
تعارف میں رقمطراز ہیں:

"پڑپ کا موضوع انسانی جذبات ہیں۔ محبت، ولل، فراق، امید و یتم، حب الوطنی، قدیم
علقائی روایات کے پس منظر پر یہ جذبات یوں اُبھرتے ہیں جیسے انگشتی میں نگ۔ فرقہ فر
یہ ہے کہ پڑپ تصنیع اور بیان و تبصیر سے مبتلا ہے۔ اس میں اُبھتے ہوئے رنگین جذبات کی شدت ہے
تازگی ہے اور بہریت ہے"

پشتو پڑپ کا تقدمت کے بارے میں "تا ریخ نور شید جہاں" کے مصنف شیر محمد خان گندھ پور
لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی (۴۰۰ھ) کے لشکر کی ملک خالونامی ایک سردار تھا۔ جو
درہ گومل کا باشندہ تھا، ہندوستان کی فتوحات کے سلسلے میں جب محمود غزنوی کا لشکر درہ گومل
سے گزدرا باغھا تو ایسے موقع پر ملک فاروقی منیگتر کی زبان پر یہ پڑپ آیا۔

چہ دخالو لښکرے راشی زڈبہ گومل تہ دخیل یار دید لہ حمد
زندہ: جب فاروقی کا لشکر پہنچ گا، تو میں یار کے دیدار کے لئے گومل جاؤں گی۔

مشہور حقوقی آقا یعنی پڑپ نے یہ پڑپ "پتہ خزانہ" کتاب کے بارے میں تحقیقی تفصیلات
کے سلسلے میں سند کے طور پر نقل کیا ہے جس کی رو سے پڑپ کم از کم ایک ہزار سال پرانا تو ہے یا
یہیں پڑپ کی تقدمت اس سے بھی زیادہ ہے۔

پڑپ کی مقبولیت کے بارے میں علامہزادہ محمد ادیس کی کتاب پتہ اور شعر درد کے
مطابق پروردیں پر لیشان خشک رقمطراز ہیں:

"بلحاظاً صنف سخن نظم کی دنیا میں جو مقبولیت پڑپ کو حاصل ہے اس میں اختلاف کا گناہش
ہمیں اور یہ بھی ہر ایک ماننا ہے کہ پڑپ جلدی ہوئے دل کی آواز ہے"

پشتون لندنی کے لئے صرف ایک نگاتی فائزہ مختصر ہو چکا ہے۔ پشتون قوم کی اس ادبی میراث میں اس کی پوری تہذیب اور ثقافت کی بھرپور علاحدگی ملتی ہے۔ لوگ گیتوں کی یہ متوازی و مقبول صنف بمعاظ تکنیک کسی خاص موضوع تک محدود نہیں۔ لندنی میں ہر موضوع کو نہایت ہی انسانی سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ علاوه ازیں پڑے کی زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہوتی ہے۔

صرف چند افراد کے علاوه پڑے لاکھوں کی تعداد میں کسی کی ملکیت نہیں اور ہر ایک کی میراث ہے۔ یہ پڑے درحقیقت عوام کا سرمایہ ہیں، عوام ان کے خالق سمجھ جاتے ہیں۔ سادہ پشتون علاقے میں پڑے فتنی لحاظ سے ایک ہی صورت میں موجود ہے۔ پڑوں کے مصنفوں کا بہت کم لوگوں کو علم ہے جو چند پڑے ہے لکھنے شوار نے تحریر کئے ہیں ورنہ عام طور پر اس مشترکہ عوامی ملکیت کا کوئی خالص وارث نہیں ہے۔

پشتون قوم کی زندگی کا شاید ہی کوئی پہلو ایسا ہو جوان میں سمویا نہ گیا ہو۔ جامیعت اثر انگریزی اور سحر آفرینی کی وجہ سے اس مختصری عوامی تخلیق کو یاد کرنے میں کسی قسم کی دُشیواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ جہاں تک پڑے کے گانے کے اسلوب اور گائیکی کے انداز کا تعلق ہے۔ عموماً پڑے دائیں کان پر دایاں ہاتھ رکھ کر ندائیہ کلمات "یہ قربان"، "یہ درخشارشمہ" اور "یہ لکھار" کی بلی تان الاپ کا الفرادی طور پر گائے جاتے ہیں۔ غالباً کان پر ہاتھ دھرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آواز اُوپنی ہوتا کہ پڑے کی گائیکی کے فن تقاضے پورے ہوں۔ مقلبے کی صورت میں جوابی پڑے بھی گائے جاتے ہیں۔ جن میں سوال و جواب کی شکل میں گائے جانے والے پڑوں سے سامعین بہت زیادہ لطف اندوڑ ہوتے ہیں۔ ہر پڑے کے آخر میں عموماً "تھا" یا "مھ" آتا ہے۔ اس کی وجہ تیرھویں سیلاب کی کمی پورا کرنا ہے۔ ایک حیران کن بات یہ ہے کہ پڑے بنانے والا یا بنانے والی کو سیلاب کی تعداد کا قطعاً علم نہیں ہوتا۔ یہ تو محققین کا کارنامہ ہے مگر بھر بھی اج تک ایسا کوئی پڑے پشتون ادب میں موجود نہیں جس میں نوادر تیرہ سیلابوں کی موجودگی میں رتی برابر فرق آیا ہو۔ پڑے بنانے والا غیر شعوری طور پر اس فنی پہلو کا خیال

رکھتا سے۔ یہی بات پڑپے کی مقبولیت اور آناتیت کی واضح دلیل ہے۔
موضوئی لحاظ سے ٹپول کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

۱۔ حمد یہ و نعیتہ پڑپے

مینہ دخداۓ رسول بنہ دلا !
دانورے مینے لباسی خاورے بہ شینہ !
ترجمہ: خدا اور رسول کی محبت اچھی ہے، باقی مجتیں دکھاوے کی ہیں فنا ہو جائیں گی۔
کہ تمام عمر عبادت کرم
ستاد احسان اجر بله ختنہ ادا کرمہ
ترجمہ: اگر میں عمر بھر عبادت کروں، تو بھی تیرے احسانات کا اجر کیسے ادا کر سکوں گا۔
د کنہا پینتھے پہ سر دے
دمدینے سردار لہ حمچہ کمئے کرینہ
ترجمہ: میں لگا ہوں کا بوجھ سر پر لاد کر مدینے کے سردار کے پاس جا رہا ہوں تاکہ وہ اس
بوجھ کو کم کر دیں۔

۲۔ سیاسی پڑپے

ـ (آزادی) ـ آزادی نادی جبورینی
هریز لم لغیرے وہی زماد شینہ
ترجمہ: عروں آزادی سجائی جا رہی ہے، ہر نوجوان یہی پکار رہا ہے کہ میری ہو جائے
کہ د وطن پہ ننگ شہید شوئے
(ننگ) پہ تار دل غوبہ کفن درتہ کنڈہ
ترجمہ: اگر تو وطن کے ننگ پہ شہید ہو جائے تو میں دل غوبہ کی تار سے تمہارا
کفن سیوں کی۔

ہ (آزادی) د آزادی په مرگ خوشحال یم
د غلامئی ژوندون که پیروی درک دشینہ
ترجمہ: میں آزادی کی موت پر خوش ہوں، غلامی کی زندگی بہت بھی ہوتاں پر لعنت۔
۳۔ محاکاتی پڑی

ہ اباسین بیا پہ چپو راماغنے !
سپوری را وہی سینے خلے سرگ پیزوانونہ
ترجمہ: دریائے سندھ کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ موسم بہار نقری چہرے اور
طلائی پیزوان لے کر آیا ہے۔
۴۔ معاشرتی پڑی

ہ (حجرہ) ستاد حجرے دُرشل کرو شہ
زماد زہرا سنتے کبھے در پسِ حبینہ
ترجمہ: خدا کرے تمہارے جھرے کی دہیز طیڑھی ہو جائے، تو نے میرے دل کے
کجھے طیڑھے کر دیئے ہیں۔

ہ (چیلم) چیمہ خدا یکوچہ دمات کرم
میئن پہ مادھے غم پہ تاغلطفوینہ
ترجمہ: خدا کی قسم اے چلم میں تجھے توڑ دوں گی، عاشق مجھ پر ہے اور دل تجوے
بہلار ہا ہے۔

ہ [پشتون اور] پشتانہ وارہ شنہ زمریان دکی
[پشتہ] چہ وختئ راشی پہ سیا لئی توڑے وھینہ
ترجمہ: پشتون سب کے سب شیرپیں، جب وقت آتا ہے تو ہمیت سے یعنی
چلاتے ہیں۔

پہ سپین میدان بہ درسرہ یم

زڈ پینتنہ لہ تورونہ تبنت میٹنہ !

ترجمہ: میدان جنگ میں، میں تیرے ساتھ رہوں گی، میں پشتون عورت ہوں، تلوار
سے نہیں ڈرتی۔

۶ (شادی) زلمیہ ننگ را باند د کرہ !

پلار ہے ظالم دے ما پہ اور کہنے اچوینہ

ترجمہ: ائے نوجوان! مجھ پر ننگ کر، میرا باس پ ظالم ہے وہ مجھے آگ میں دھکیلتا!

۵. تاریخی پڑی

کہ پہ میوند کہنے شہید نہ شوے

خدائیکو لا لیہ بے ننکئی لہ د ساتینہ

ترجمہ: اگر میوند کی جنگ میں شہید نہ ہوا تو خدا کی قسم محبوب! مجھے بے غیرتی کی زندگی گزارنے
کے لئے زندہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

۶ مادرتہ وے شینگل تہ مہ حَہ

میر زمان خانہ فرانسوہ د ترینہ

ترجمہ: میں نے مجھے کہا تھا، میر زمان خان شینگل مت جا، اب مجھے وہاں فرانسیسی بندوقوں
کے سامنے باندھا جا رہا ہے۔

۷ طنزیہ پڑی

د شرمد غبکولے نہ شم !

د سوال پاری دہ او س بہ خاورے شی مینہ

ترجمہ: شرم کے مارے بات نہیں کر سکتی، سوال کی دوستی (بھیک مانگی) ہے
اب ختم ہو جائے گی۔

۷۔ فخریہ پڑے

تُورے بہ نہ کرو نور بہ خلہ کرو
چہ مو شودا دَبِینتے رو دلی دینہ !

ترجمہ: ہم بہادری نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے، جب ہم نے پشتون مال کا
دودھ پیا ہے۔

۸۔ عشقیہ پڑے

دیدن دَکُلو غنچہ نہ دہ !
چہ دَریا رپہ لاس یار تہ ولیز مہ

ترجمہ: دیدار گلستہ نہیں ہے قاصد کے ہاتھوں یا رکھیوں
عاشق سرہ نہ غلطیابی
درنگہ زیر وی ستر کے قورے گرخوینہ

ترجمہ: عاشق آدمی کی پہچان میں غلطی نہیں ہو سکتی، اس کا رنگ زرد ہوتا ہے اور انہوں
میں سرمهڈالا ہوتا ہے۔

۹۔ المیہ پڑے

پہ دُنیا غم کله بنادی وی
پہ ما ہمیشہ دَعْم جندے ولادے وینہ
ترجمہ: دُنیا میں کبھی خوشی ہوتی ہے اور کبھی غم، مگر میر پہمیشہ غم کے جھنڈے لہراتے ہیں۔

۱۰۔ دُعا یہ پڑے

زم ا پنچہ وختہ دَعَا دہ !

رب دَعْم دَبادہ اوساتہ میئنہ !

ترجمہ: یہ پانچوں وقت یہی دُعا کرتی ہوں، خدا تجھے غم کی ہواں سے محفوظ رکھے۔